

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
هو الوارث الکریم الدائم الحی القيوم

# تعارف سلسلہ وارثیہ

از قلم

فقیر مراد شاہ وارثی

اشاعت باہتمام

ٹرسٹ آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف  
(تحصیل گوجر خان، ضلع راولپنڈی۔ پاکستان)

## سوانحی خاکہ بانی سلسلہ وارثیہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید فرقانِ حمید میں مؤمنین سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "اہل ایمان! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔" (سورۃ آل عمران - 102) اسی طرح ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ "اہل ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور راستبازوں کے ساتھی بن جاؤ۔" (سورۃ التوبہ - 119) مزید ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے کہ "بے شک اللہ عز و جل اہل تقویٰ اور اہل احسان کے ساتھ ہے۔" (سورۃ النحل - 128)

یہ اہل تقویٰ، اہل احسان، اور سچے لوگ کون ہیں کہ اللہ کریم جن کا ساتھی و مددگار ہے اور جن کے متعلق اہل ایمان و ایقان کو حکم دیا کہ اگر تم فلاح چاہتے ہو تو تم بھی ان کی ہمراہی اختیار کرو؟ یہ اعلیٰ اور مقدس ہستیاں انبیاء و رسل، صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظامؓ ہیں۔ ان کا تقویٰ و احسان اور صداقت مثالی حیثیت کا حامل ہے۔ انہوں نے اپنی زندگیوں کو خدا و رسول کی رضا کی خاطر وقف کر دی ہوئی ہیں۔ وہ ہر لمحہ ذاتِ باری تعالیٰ کو اپنے ہر قول و فعل پر ناظر و شاہد تصور کرتے ہوئے زندگی کے شب و روز بسر کرتے ہیں۔ وہ حسنِ عمل سے خارزارِ زیست سے یوں دامن بچاتے ہوئے گذر جاتے ہیں کہ ان کی پاکیزہ زندگی سچے مہوتی کی طرح بے داغ، شفاف اور مثالی بن جاتی ہے۔ وہ اپنے ہر قول و فعل سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے داعی بن کر تمام اہل عالم کے لئے پیغامِ رحمت و راحت بن جاتے ہیں۔ یہ مقدس و مطہر ہستیاں چراغ سے چراغ روشن کرتی ہوئی

بنی نوع انسان کو اندھیرے سے نکال کر نور کی طرف لے جاتی ہیں اور نسل انسانی کے سینہ کو چراغ مصطفویٰ کے نور سے روشن و رخشاں کر دیتی ہیں۔

انہی مقدس بستیوں میں سے ایک سیدنا حاجی وارث علی شاہؒ ہیں کہ جنہوں نے سب کچھ خدا و رسولؐ کی خاطر قربان کر دیا اور فقر و درویشی کی راہ اختیار فرمائی۔ آپ 1823ء میں بارہ بنکی (یوپی۔ بھارت) کے قصبہ دیوہ شریف میں ایک حسنی حسینی کاظمی نیشاپوری سید قربان علی شاہؒ کے ہاں پیدا ہوئے۔ نام نامی اسم گرامی وارث علی رکھا گیا لیکن پیار سے سب منھن میاں کہتے تھے۔ پیدائش کے کچھ ہی عرصہ بعد سیدنا حاجی وارث علی شاہؒ کے والدین یکے بعد دیگرے انتقال فرما گئے۔ کچھ عرصہ دادی صاحبہ نے کنالت فرمائی۔ اس دوران آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ فرمایا۔

دادی جان کی وفات کے بعد آپ کے بہنوئی سیدنا خادم علی شاہؒ آپ کو اپنے ساتھ لکھنؤ لے آئے۔ جہاں آپ نے شہرہ آفاق دینی درسگاہ فرنگی محل میں مربوبہ اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ سیدنا خادم علی شاہؒ اپنے وقت کے کاملین میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے سیدنا حاجی وارث علی شاہؒ کے کیف و مستی بحر۔ صوفیانہ و درویشانہ رجحانات کو دیکھتے ہوئے آپ کو سلاسل چشتیہ اور قادریہ میں بیعت فرمایا اور خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حاجی وارث علی شاہؒ ابھی چودہ سال کے بھی نہ ہوئے تھے کہ سیدنا خادم علی شاہؒ وفات پا گئے۔ آپ کے وصال کے بعد دستار خلافت کم سن سیدنا وارث علی شاہؒ کے سر اقدس پر رکھی گئی۔ جس روز سیدنا حافظ حاجی وارث علی شاہؒ کی دستار بندی کی گئی دراصل اُسی روز آپ نے روئے زمین پر طریقت و روحانیت کے میدان میں ایک نئے سلسلہ کی بنیاد رکھ دی۔ اس عظیم الشان سلسلہ کا نام سلسلہ کے بانی سیدنا حاجی وارث علی شاہؒ کی نسبت سے

سلسلہ وارثیہ مشہور ہوا۔ آپ نے پہلے ہی روز سلاسلِ قادریہ و چشتیہ میں باقاعدہ بیعت و خلافت رکھنے کے باوجود اپنے منفرد اقوال و افعال سے اس نئے سلسلہ کی اصل واضح کر دی کہ جس کی اساس رسوم و رواج کی بجائے عشق و محبت کے جذبات پر رکھی گئی تھی۔ دستار بندی کے روز آپ کے بچپن کے ایک دوست نے کباب کھانے کی فرمائش کی تو آپ اسے کبابچی کے پاس لے گئے اور کباب دلوادینے۔ کبابچی نے پیسے طلب کئے تو وہ چند لمحے پہلے پہنائی جانے والی قیمتی خوبصورت دستار خلافت اتار کر اسے دے دی اور گھر واپس چلے آئے۔ احباب اور اقارب نے دستار کا پوچھا تو واقعہ بیان کرتے ہوئے بڑی بے نیازی سے فرمایا یہ پگڑی و گڑی سب جھگڑا ہے ہم نہیں جانتے۔ کو یا اپنے سلسلہ طریقت کے طریقہ کار کو رسوم و رواج سے پاک اور صاف کرنے کے لئے روز اول ہی خلافت و جانشینی کی بیخ کنی فرمادی۔ آئندہ اپنی پوری حیات مبارکہ میں آپ نے جسے روحانیت و طریقت کے قابل سمجھا اسے احرام سے نواز کر دعوت و تبلیغ اور خدمتِ خلق کے لئے فقیر بنا کر رخصت فرمادیا۔ کسی کو اپنا خلیفہ یا جانشین نہیں بنایا۔ بلکہ آپ نے اپنی زندگی کی واحد تحریر جو 27 نومبر 1889ء کو قاضی بخشش علی سے لکھوا کر جنس سید شرف الدین وارثی آف پٹنہ بہار کے سپرد فرمائی اور اس کی ایک نقل قدیم حلقہ بگوش منشی نادر حسین نگرامی کو مرحمت فرمائی۔ قاضی صاحب سے ارشاد فرمایا کہ لکھو "ہماری منزل عشق ہے جو کوئی دعویٰ جانشینی کا کرے وہ باطل ہے ہمارے یہاں کوئی ہو چمار یا خاکروب جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے۔" آپ اکثر فرماتے کہ "معرفت کسی چیز نہیں ہے وہی ہے جس کو خداوند کریم اپنی معرفت بخشے۔ یہ کسی کا جارا نہیں۔"

تقریباً پندرہ سال کی عمر میں بھمد ذوق و شوق آپ حج بیت اللہ شریف کے



لئے تنجبا ہی پایادہ کفن بردوش دیوہ شریف سے نکل کھڑے ہوئے۔ لکھنؤ میں سیدنا حاجی خادم علی شاہ کے مزار مبارک پر حاضری سے سفر کا آغاز کیا پھر اتیر شریف پہنچے۔ درگاہ شریف کے اندر جانے لگے تو مجاور نے جوتے باہر اتارنے کا کہا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر جوتا اتنی ہی بری چیز ہے تو تم ہمیں پھر کبھی پہنے ہوئے نہ دیکھو گے۔ چنانچہ آپ نے واقعی پھر تاحیات کبھی جوتے نہ پہنے۔ پھر متعدد علاقوں کی سیر و سیاحت فرماتے ہوئے اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دیتے ہوئے اور مختلف مقامات پر قیام فرماتے ہوئے بمبئی پہنچے۔ وہاں سے بذریعہ بحری جہاز جدہ پہنچے۔ آپ نے کل سترہ حج ادا فرمائے جن میں سے اکثر حج پیدل ادا فرمائے۔ اس دوران آپ مسلسل سیر و سیاحت فرماتے رہے۔ برصغیر پاک و ہند کے علاوہ آپ کی حجاز مقدس، عراق، شام، ہند، یمن، فلسطین، لبنان، مصر، افریقہ، ایران، افغانستان، ترکی، اٹلی، جرمنی، فرانس، ہسپانیہ، اور روس وغیرہ کی سیاحت کے دوران پیش آنے والے بے شمار حالات و واقعات اور تعلیمات و کرامات آپ کے تذکروں میں درج ہیں۔

سلطان ترکی سلطان عبد المجید، جرمن پرنس بسمارک، پرنس سرویا، ایس پی جانسن، نظام حیدر آباد کن، ہرکشن پرشاد شاد سے لے کر گورنر جنرل غلام محمد اور جسٹس سید شرف الدین تک بے شمار والیان ریاست، نواب، وزراء اور افسران بالا آپ کے مریدین میں شامل تھے۔ لیکن آپ کے ہاں مساوات کا ایسا انتظام تھا کہ کسی امیر کو غریب پر کوئی برتری حاصل نہ تھی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے ”جو شخص بادۂ عشق میں سرشار اور دامِ محبت میں گرفتار ہو کو خاکروب ہو یا چماروہ ہم سے ہے۔“

حج بیت اللہ کے بعد آپ نے نجف اشرف اور پھر کربلائے معلیٰ حاضری دی۔

کربلا کی حاضری کا آپ پر اس قدر گہرا اثر ہوا کہ آپ ساری زندگی ننگے سر اور ننگے پاؤں فقط احرام کی دو چادروں میں ملبوس رہے اور تا حیات روزہ دار رہے اس کے بعد جب آپ بغداد شریف میں حضور غوث الثقلینؑ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو سجادہ نشین سید مصطفیٰ شاہ البعلانیؒ نے حضور غوث جیالوں کے حکم پر آپ کو دو زرد رنگ کی چادریں بطور لباس پہننے کے لئے دیں۔ وہاں سے آپ کو یہ رنگ ایسا ملا کہ پھر آپ نے تا حیات یہی دو چادریں زرد رنگ پر اشکل احرام زیب تن فرمائیں اور وقتِ آخر انہیں میں آپ کی تدفین بھی ہوئی۔ آپ اپنے فقراء کو بھی یہی زرد احرام عطا فرماتے۔ جس کو یہ احرام ایک دفعہ بندھوا دیا گیا پھر وہ اسے نادمِ آخر اُتار نہیں سکتا۔ حتیٰ کہ ایامِ حج میں طوافِ بیت اللہ کے وقت بھی اس کی یہ انفرادیت قائم رہے گی اور اس کا لباس یہی زرد احرام ہی رہے گا۔ بلکہ بعد از وفات اسے اسی زرد احرام میں ہی کفن دے کر دفن کر دیا جائے گا۔ اور روزِ محشر اسی لباس میں اٹھایا جائے گا۔

دراصل اپنے آپ کی نفی اور اپنے آپ کو مٹا کر خاک کر دینا ہی فقر ہے اور خاک کا رنگ زردی مائل ہے اور پھر زرد رنگ کو سرچشمہ ولایت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی شانِ بو ترابی سے گہری نسبت ہے۔ علاوہ ازیں عشاق کی پہچان زرد رنگ ہے۔ جبکہ سلسلہ وارثیہ کی تو بنیادی عشق و محبت پر رکھی گئی ہے۔ سیدنا حاجی وارث علی شاہؒ ہر آنے والے کو بس ایک ہی درس دیتے کہ ”محبت کرو محبت۔ محبت ہے تو سب کچھ ہے محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اگر محبت کامل ہے تو ایمان بھی کامل ہے۔ اور اگر محبت ناقص ہے تو ایمان بھی ناقص ہے۔“

جب سر سید احمد خاں نے مسلمانوں میں انگریزی تعلیم کے حصول کی تحریک

چالی تو آپ پر کفر کے فتوے لگائے گئے اور مسلمانوں کی اکثریت آپ کے خلاف ہو گئی۔ چنانچہ سرسید سخت پریشان ہو گئے۔ اس دوران اچانک حاجی وارث علی شاہ علی گڑھ تشریف لائے۔ سرسید نے قبلہ حاجی صاحب سے تہائی میں ملنے کی اجازت چاہی جو منظور فرمائی گئی۔ سرسید رات کے آخری پہر آئے اور سلام عرض کرنے کے بعد چپکے سے سرکار کے قدموں میں جا بیٹھے اور زار و قطار روتے ہوئے عرض کیا کہ ”لوگ مجھے کافر کہتے ہیں۔“ حاجی صاحب نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا ”غلط کہتے ہیں۔ سید کبھی کافر نہیں ہوتا۔“ سرسید نے اپنا مقصد و مدعا اور بالتفصیل تمام حالات بیان کئے جس پر حاجی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ”مجھے انگریزی تعلیم سے اختلاف نہیں مگر محبت، اخلاص اور طلب روحانیت شرط ہے۔“

بہمنی کے مشہور آتش پرست ڈاکٹر دوسا بھائی اپنی بمشیرہ کے ہمراہ قبلہ حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دونوں کو کلمہ واستغفار پڑھا کر مسلمان کیا اور یہ تعلیم دی کہ ”آتش پرستی کر چکے۔ اب تمام عمر محبت کی آگ کا سامنا ہے جو غیر اللہ کے تعلق کو جلا دیتی ہے۔ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ دل ہر وقت یاد محبوب میں مشغول رہے اور ہاتھ سے دنیا کا کام انجام دیتے رہو اور اس کی تمہد یق ہو کہ اللہ ہر ایک تشبیہ و تمثیل سے مبرا، واحد اور قدیم ہے۔ جاؤ اللہ کی حقوق کو فائدہ پہنچاؤ۔“

1905ء میں یہ آفتاب ولایت دیوبند شریف (بھارت) میں غروب ہوا۔

جہاں آپ کا مزار ہر انوار آج بھی مرجع خلافت ہے۔

حاجی وارثؒ پیا نیکشتہ گیوں سکھی سونی بھئی دیوبند گمری

تھا روز جمعہ، ماہ پہلی صفر، سن تیرہ سو تینیس ہجری

-(یوم وصال: یکم صفر ۱۳۲۳ھ - ۷ اپریل ۱۹۰۵ء - ۲۵ جیت ۱۹۶۱ء - بروز جمعہ)۔



## آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف

اللہ والوں کا کام خوشبوئیں پھیلاتا ہوتا ہے۔ وہ جہاں بھی جلوہ افروز ہوں پورے ماحول کو معطر کر دیتے ہیں اور جدھر سے بھی گزریں راستوں کو مہکاتے چلے جاتے ہیں۔ مخدوم داتا گنج بخش علی ہجویریؒ لاہور میں، حضور سیدی و آقائی غوث جیلاںؒ بغداد میں، خواجہ گامعین الدین عطاءے رسول غریب نوازؒ اتمیر میں، بابا فرید الدین گنج شکرؒ پاکپتن میں، شیخ اشیرؒ شہاب الدین سہروردیؒ شہنشاہ نقشبند خواجہ بہاؤ الدینؒ بخارا میں، شاہکار فاروقی مجدد الف ثانیؒ سرہند میں اور سیدنا و مرشدنا حاجی وارث علی شاہؒ دیوبند شریف میں جلوہ افروز ہوئے تو پورے عالم کو معطر و منور فرمادیا۔

خدا کو ہو محبت جن سے واصف  
وہ کیسے حسن ہر عالم نہ ہونگے

سیدنا حاجی وارث علی شاہؒ کا جب دورانِ سیاحت شمالی پنجاب کے ضلع جہلم کے دریا کنارے قدیم قصبہ سنگھوئی سے گزر رہا تو یہاں بھی خوشبو کا پودا لگا گئے۔ اپنے وقت کے ولی کامل حافظ قاضی رکن عالم چشتی سیالویؒ (خلیفہ خاص شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ) سے دورانِ ملاقات فرمایا کہ ”حافظ جی! آپ کے ہاں ہمارا حصہ ہے جو ہم وقت آنے پر لے لیں گے۔“ چنانچہ وہ حصہ حافظ صاحب کے پوتے حاجی و حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کی صورت میں آپ نے وصول کر لیا۔ حافظ اکمل شاہ وارثیؒ کا خاندانی اسم گرامی قاضی خورشید عالم تھا آپ درویش منش مغل شہزادے



داراشکوہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے جد امجد حافظ قاضی محمد حسن کا تعلق خطہ پوٹھوہار سے تھا۔ سکھ دور میں انکی تعیناتی علاقہ سنگھوئی میں بطور قاضی التفتاہ ہوئی اور آپ نے سنگھوئی ہی میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ آپ کی نسبت سے آج تک آپ کے خاندان کے ہر فرد کے نام کے ساتھ قاضی کا سابقہ یا لاحقہ استعمال ہوتا ہے۔

حافظ اکمل شاہ وارثی نے درس نظامی کی تکمیل کے بعد برٹش انڈین آرمی میں بطور خطیب ملازمت اختیار فرمائی۔ اسی دوران ایک دن اچانک دہلی میں آپ کی ملاقات سلطان زمانہ شہنشاہِ ولایت، وارثِ ارثِ علی سیدنا و مرشدنا حافظ حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز سے ہو گئی۔ جنہیں دنیائے تصوف و طریقت حاجی صاحب دیوہ والے کے نام سے پہچانتی ہے۔ سرکار وارث پاکؒ نے آپ کو اپنے عظیم اور منفرد ایسی نسبت کے حامل سلسلہ وارثیہ، قادریہ، چشتیہ میں بیعت فرمایا اور پنجابی حافظ کے لقب سے نوازا۔ مرشد کریم کی نگاہِ لطف و کرم نے معدنِ کرم اٹھادینے اور حافظ صاحب کا سینہ نورِ ولایت سے بھر گیا۔

کیوں نہ متوالا ہو بیدم ترا اے پیرِ مغاں

مستی بادہ بھی ہے کیفِ مئے عرفاں بھی ہے

وارثِ ارثِ علی کے دستِ کرم سے ایسا جامِ عرفاں پیا کہ قلب کی کایا پلٹ گئی اور حافظ صاحب کی طبیعت ملازمت سے اُچاٹ ہو گئی۔ مرشد کریم کے حکم پر فرنگی غلامی کو چھوڑا اور والدین کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ لیکن طبیعت کو کسی پل چھین نہ آتا تھا۔ مرشد کریم کے حکم پر کافی عرصہ سیاحت فرمائی۔ سرکار وارث پاکؒ نے وصال سے کچھ عرصہ قبل میاں اوگٹ شاہ وارثی اور پیر سید محمد الدین کو آپ کے لئے وصیت

تحریر کرائی کہ میرا آخری احرام پنجابی حافظ کو دینا اور اکمل شاہ وارثی نام رکھنا۔ چنانچہ حضرت اوگٹ شاہ وارثی نے سرکار وارث پاکؑ کے قتل کے موقع پر وہ احرام حافظ صاحب کو پہنایا۔ حافظ صاحب کچھ عرصہ دیوئی شریف گزارتے۔ زیادہ تر سیاحت میں رہتے۔ اس دوران ہذا الہ ریاست کی پورتحملہ میں کافی قیام رہا۔ اپنے علاقہ میں تشریف لاتے تو اکثر کھائی کوٹلی (ضلع جہلم) میں قیام فرماتے۔ وصال سے چند روز قبل آپ اپنے محبت مخلص میاں محمد زمان وارثی اور حافظ عبدالکریم نوشاہی کی دعوت پر چنگا بنگیال (کوثر خان، راولپنڈی) تشریف لے گئے۔ وہاں دوران قیام آپ کی طبیعت کافی خراب ہو گئی۔ مورخہ 8 مارچ 1948ء بمطابق 8 جمادی الاول 1368ھ ہجر 76 سال آپ واصل بحق ہوئے۔ آپ کے مرشد کریم سرکار وارث پاکؑ کے ارشاد کے مطابق ”کہ فقیر جہاں مرتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے“ آپ کو اسی گاؤں کے قدیم قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ یوں آپ کے وجود اطہر کے فیوضات و برکات نے چنگا بنگیال کی سنگلاخ زمین کو چھپر شریف کی سرسبز شاداب دھرتی میں بدل دیا۔

اسی پر بس نہیں سرکار وارث پاکؑ نے آپ کے خانوادہ سے ایک اور پھول سعید عمر حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی کی صورت میں جن لیا کہ جنہوں نے چھپر شریف کی سرزمین کو گلستان بنا دیا اور اس گلستان کو ایسی خوشبو سے معطر فرمایا کہ جس نے ایک دفعہ پھر پورے عالم کو مہکا دیا۔ آپ کا خاندانی اسم گرامی قاضی عزیز احمد تھا۔ آپ حافظ اکمل شاہ وارثی کے چھوٹے بھائی حکیم صوبیدار قاضی محمد یوسف صاحب قادری سروری کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے خولجہ خواجہاں حضور معین الہند اور سلطان العارفین حضرت سلطان بابوؒ کے در اقدس سے روحانی فیض پایا اور دیوئی

شریف میں میاں اوگٹ شاہ وارثی کے ذریعے داخل سلسلہ وارثیہ ہوئے۔ دنیاوی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کچھ عرصہ محکمہ تعلیم میں ملازمت کی۔ اسی دوران 1956ء میں جناب میاں حیرت شاہ وارثی نے چچر شریف میں 8 مارچ سالانہ عرس کے موقع پر آپ کو نصف احرام عطا فرمایا اور عزت شاہ نام رکھا۔ نیز سلسلہ وارثیہ کے روحانی نظام کو چلانے کیلئے چچر شریف میں مستقل قیام کرنے کا حکم فرمایا۔ 1959ء میں کاتک میلہ پر دیوٹی شریف میں پنڈت الف شاہ وارثی نے آپ کا احرام مکمل فرمایا۔ پنڈت الف شاہ صاحب اکثر فرماتے کہ ”چچر شریف کے متعلق سرکار وارث پاک کا ارشاد ہے کہ ہم نے پاکستان میں ایک اور دیوٹی شریف بنادیا ہے۔ سرکار وارث پاک کے اس ارشاد کو فقیر عزت شاہ صاحب وارثی نے بڑے ہی احسن انداز میں عملی جامہ پہنایا۔ 7-8 ستمبر 2004ء کی درمیانی شب بوقت بحر آپ شاہ حقیقی سے جا ملے۔

راشد وصال یار کی کیفیتیں نہ پوچھ

ہر ایک سب راہ بناتے چلے گئے

ایک طرف آپ آستانہ عالیہ وارثیہ چچر شریف کی بڑی وسیع اور خوبصورت تعمیرات فرماتے رہے اور دوسری طرف ساتھ ہی ساتھ اپنے پاس آنے والوں کی تربیت کا اہتمام بھی فرماتے رہے۔ یوں چچر شریف کو پاکستان میں سلسلہ عالیہ وارثیہ کا ایک عظیم الشان مرکز بنادیا۔ اس مرکز کی خوشبو کو عام کرنے کیلئے اور اس کے فیض کو دوام بخشنے کیلئے آپ ہمیشہ اپنے معتقدین اور متوسلین کو ہدایت فرماتے کہ مجھے آپ کے نذر و نیاز کی ضرورت نہیں بلکہ آپ اپنے ارد گرد کا جائزہ لیا کریں وہاں غریب، یتیم، مسکین اور مستحقین تک یہ رقوم اور بدایا پہنچایا کریں۔ نیز اپنے حلقوں میں نیکی اور





دے رہے ہیں۔ نیز روحانی خدمات بندہ فقیر مراد شاہ وارثی (راشد عزیز وارثی) سرانجام دے رہا ہے۔

آستانہ عالیہ پرویسٹو آئے روز ختم شریف اور محافل و مجالس کا اہتمام ہوتا رہتا ہے جن میں جمعرات، میاں شریف، عاشورہ محرم اور گیارہویں شریف کے پروگرام نیز یکم صفر سرکار وارث پاک کا عرس اور 7، 8، 9 ستمبر کو حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی کی یاد میں تقریبات شامل ہیں۔ لیکن سالانہ عرس مبارک کی تقریبات جو حضرت حافظ اکمل شاہ وارثی کے یوم وصال کی نسبت سے ہر سال 7، 8، 9 مارچ کو منعقد ہوتی ہیں خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ جس میں اندرون ملک اور بیرون ملک سے بے شمار ائمہ دین عشق حقیقی کی خوشبو اور معرفت کے نور سے اپنے سینوں کو معطر اور منور کرتے ہیں۔

ساغر کی آرزو ہے نہ چپانہ چاہئے  
بس اک نگاہ مرشد میخانہ چاہئے  
بیدم نماز عشق یہی ہے خدا کواہ  
ہر دم تصور رُخ جانانہ چاہئے

اللہ کریم اپنے حبیب پاک سید دو عالم ﷺ کے صدقے ہم سب کو حقیقی روحانی اقدار کو سمجھنے اور زندہ رکھنے کی اور ان روحانی مراکز کے فیضان کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین بحق سید المرسلین ﷺ۔

# سلسلہ وارثیہ کے چند اہم نکات

ہمارے مرشد کون؟

تمام وارثیوں کے مرشد و مربی اور رب و رہنما فقط اور فقط سرکار حضور عالم پناہ سید حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز ہیں۔ احرام پوش سرکار وارث پاک کے نمائندہ کے طور پر ہر دور میں سلسلہ وارثیہ کی ترویج و اشاعت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

سلسلہ وارثیہ میں بیعت:

سلسلہ وارثیہ ایسی نسبت کا حامل سلسلہ ہے۔ اس سلسلہ میں داخل ہونے والے افراد کو کوئی بھی احرام پوش اپنی بیعت نہیں کر سکتا بلکہ وہ طالبِ حدامت کا ہاتھ اپنے مرشد کریم سرکار وارث پاک اور چختن پاک کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ گویا احرام پوش فقط رابطہ واسطہ کا ایک ذریعہ ہے۔ کسی کا پیر نہیں۔ سب کے پیر و مرشد سرکار وارث پاک ہیں۔ اور بیعت یا داخل سلسلہ ہونے والے تمام افراد سرکار وارث پاک کے مرید ہیں۔

سجادہ نشینی اور خلافت کا مسئلہ:

سلسلہ وارثیہ میں بانی سلسلہ سرکار وارث پاک نے سجادہ نشینی اور خلافت کو قطعاً ممنوع قرار دے دیا ہے۔ لہذا جو بھی خلافت و جانشینی کا دعویٰ کرے وہ سراسر جھوٹا ہے۔



## نماز کی اہمیت:

سرکار وارث پاک نے بالکل دو ٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ ہمارے حلقہ بیعت سے خارج ہے۔ لہذا اب وہ وارثی حضرات جو نماز ادا نہیں کرتے وہ خوب اچھی طرح دیکھ سوچ لیں کہ کیا وہ وارثی کہلانے کے مستحق ہیں یا نہیں۔

## سلسلہ وارثیہ میں اذکار و وظائف:

سلسلہ وارثیہ میں دیگر سلاسل کی طرح عام مریدین کو بہت زیادہ لمبے چوڑے اذکار و وظائف نہیں دیئے جاتے۔ بلکہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے علاوہ محبت اور اخلاص کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن، درود شریف اور استغفار کی تعلیم دی جاتی ہے۔

## سلسلہ وارثیہ کی تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ:

اسلام کی بنیاد اور سلسلہ وارثیہ کی تمام تر تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ فقط ایک لفظ ”محبت“ ہے۔ محبت کسی چیز کو پسند کرنے کا نام ہے۔ محبت خود پر دگی ہے۔ محبت سر تسلیم خم کرنے کا نام ہے۔ محبت ایک ایسا عنصر ہے کہ جو کسی بھی شعبہ زندگی کو چار چاند لگا دیتی ہے۔ محبت میں گھروں، معاشروں اور قوموں کی بقا کا راز مضمر ہے۔ محبت اطاعت سکھاتی ہے۔ محبت خدمت کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ محبت ایک ایسی قوت ہے جو پہاڑ سے بھی نکل جاتی ہے اور آگ میں بھی کود جاتی ہے۔ محبت بندوں کو بندوں سے جوڑتی ہے۔ محبت بندے کو خدا سے ملا دیتی ہے۔ جس دل میں محبت ہو اس میں پھر نفرت، عداوت، بغض، حسد اور بغل جیسی بیماریاں جگہ نہیں پا سکتیں۔ یہ ایک ایسا جوہر ہے کہ جو ساری کائنات پہ چھایا ہوا ہے۔

## ضروری ہدایات برائے زائرین

☆ اللہ عز و جل کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا قطعاً حرام ہے لہذا اہل قبور کو سجدہ اور دیگر شرکیہ حرکات سے مکمل اجتناب فرمائیں۔

☆ ادب اور تعظیم کا تقاضا یہ ہے کہ آستانہ کی حدود میں اپنی آوازوں کو پست رکھیں۔  
☆ خدا و رسولؐ اور اولیائے عظام کی خوشنودی کے حصول کے لئے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔

☆ ہمیز رگانِ دین کا اہم اور اصل ادب ان کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔ لہذا خدمتِ خلق، احترامِ انسانیت، محبت و اخوت اور اخلاص و اتحاد کو اپنائیں۔

☆ آستانہ عالیہ کے اندر کسی بھی قسم کی سیاسی، فرقہ وارانہ مذہبی اور غیر اخلاقی گفتگو سے مکمل پرہیز کریں۔

☆ آستانہ عالیہ پہ جس قدر ٹھہریں درود شریف، اذکار اور قرآن خوانی کر کے صاحبانِ مزارات کو ہدیہ پیش کریں۔

☆ تمام تر قوم اور نذر نیاز ٹرسٹ کے دفتر میں خزانچی کے پاس جمع کرا کے رسید حاصل کریں یا خود کیش باکس میں ڈالیں۔

☆ تمام تر انتظامی امور کے سلسلہ میں ٹرسٹ آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کے منتظم اعلیٰ اور منیجر صاحب سے رابطہ کریں۔

منجانب: فقیر مراد شاہ وارثی

**آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف**